Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 24, 2025

Economic System: A Comparative Study of the Thoughts of Traditionalist and Modernist Islamic Scholars

معاشی نظام: روایت پسند اور تجدد پسند علماء کے افکار کا تقابلی مطالعہ

Muhammad Waseem Khan
M. Phil Scholar
Institute of Islamic and Shariah
MY University, Islamabad
Email: muhammadwaseemkhan2008@gmail.com

Dr. Hafiz Muhammad Ramzan
Assistant Professor
Institute of Islamic and Shariah
MY University, Islamabad

Abstract

This study explores the divergent perspectives of traditionalist and modernist scholars on the economic system within the framework of Islamic thought. Traditionalist scholars emphasize a return to classical jurisprudential interpretations, advocating for an economic model rooted in Shariah principles, such as the prohibition of interest (riba), promotion of zakat, and ethical trade practices. In contrast, modernist scholars seek to reinterpret Islamic economic principles in light of contemporary challenges, globalization, they often incorporate modern economic theories. This comparative analysis aims to highlight the similarities and differences in their approaches, examine their implications for contemporary economic policies, and assess their relevance in addressing present-day economic issues in Muslim-majority societies. This case study analyzes mindset of scholar from traditional approach under Islamic principles and modernist approach towards Economic System keeping in view the global changes through their own thoughts.

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
June 24, 2025

Keywords: Traditionalist Islamic Scholars, Modernist Islamic Scholars, Islamic Economic Principles, Contemporary Economic Policies, Economic System

تمہید

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الكريم اما بعد
فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۔

تخلیق کائنات کے ساتھ انسان کی بے شمار خواہشات نے بھی جنم لیا۔ تن ڈھانپنے کے لیئے پوشاک، بھوک مٹانے کے لئے خوراک، رہائش کے لئے مکان، علالت دور کرنے کے لئے علاج اور انہی کو ہم بنیادی ضروریات کا نام دیتے ہیں۔ معاشیات ایک قدیم علم ہے اور اس کی ضرورت ہر دور میں رہی ہے[1]۔ اسلامی معاشیات کے گرد گھومنے والا مباحثہ اس بارے میں متنوع نقطہ نظر پر محیط ہے کہ اسلامی اصولوں کے مطابق معاشی سرگرمیوں کو کیسے منظم اور انجام دیا جانا چاہیے۔ اس میدان میں موجود مختلف آراء میں، فکر کے تین نمایاں مکاتب سامنے آتے ہیں روایت پسند علماء، جدت پسند علماء اور تجدد پسند علماء۔ روایت پسند علماء، اسلام کے بنیادی متون، قرآن اور سنت سے اپنی فکری غذا حاصل کرتے ہیں۔ لیکن تجدد پسند علماء کا کہنا ہے کہ پرانے محدثین کا معاشی نظام ناکافی ہے اور معاشی نظاموں کی پیچیدگیوں پر ان اصولوں کی تشریح اور اطلاق کے بارے میں ان کے نقطہ نظر مختلف ہیں۔ یہ مطالعہ روایت پسند اور تجدد پسند علماء کے بیان کردہ معاشی فلسفوں کا تقابلی تجزیہ کرتا ہے۔ معاشی اصولوں کے بارے میں ان کی متعلقہ فہم، ریاست کے کردار، جدید مالیاتی آلات کے ساتھ مشغولیت، اور ایک اسلامی معاشی نظام کے مجموعی مقاصد کا جائزہ لے کر، یہ مقالہ ان بااثر فکری دھاروں کے درمیان فرق کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ بالآخر، یہ موازنہ اسلامی معاشی فکر کے ارتقاء پذیر منظر نامے اور معاصر دنیا میں اس کی مطابقت کی گہری سمجھ میں معاون ثابت ہو گا۔

موضوع کا تعارف

اسلامی معیشت کی بنیاد اللہ تعالی کی وحدانیت پر ہے۔ انسان اس زمین پر اللہ کا نائب ہے، اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو امانت کے طور پر استعمال کرتا ہے۔

[1]۔ پروفیسر محمد نعیم صدیقی، اسلام کا اقتصادی نظام (لاہور: مکتبہ دانیال، س:ن)، ص:۵

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
June 24, 2025

دین اسلام چونکہ ایک عالمی اور آفاقی دین ہے اور انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں اور تمام شعبہ ہائے جات کے لیے راہنمائی فراہم کرتا ہے اس لیے اس کا دائرہ کار دنیا و آخرت سے متعلق تمام علوم مثلاً فلسفہ، الٰہیات، نفسیات، سماجیات، معاشیات اور سیاسیات جیسے تمام علوم پر محیط ہے۔ اللہ تعالی نے معاشی نظام معاشرے کو چلانے کے لیے دیا۔ انسانی زندگی میں انفرادی اور قومی سطح پر معیشت کو جو بنیادی مقام حاصل ہے وہ کسی نظر سے پوشیدہ نہیں[2]۔

اسلامی معاشی نظام جو قرآن و سنت کی تعلیمات اور اسلامی اصولوں پر مبنی ہوتا ہے۔ اس نظام کا مقصد نہ صرف معاشی ترقی اور دولت کی منصفانہ تقسیم ہے بلکہ ایک ایسا متوازن اور عادلانہ معاشرہ قائم کرنا ہے، جہاں انسان کی انفرادی اور اجتماعی فلاح ممکن ہو۔ جو فرد اور معاشرے دونوں کی بھلائی کے لیے تشکیل دیا گیا ہے۔ دوسری جانب، جدید دنیا میں معاشی نظاموں نے تیزی سے ترقی کی ہے، اور مغربی سرمایہ دارانہ یا اشتراکی نظریات نے عالمی معیشت پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ ان حالات میں اسلامی مفکرین اور علماء دو نمایاں مکاتب فکر میں منقسم نظر آتے ہیں۔ ایک روایت پسند علماء جو قدیم فقہی متون، اسلامی اصولوں کے مفکرین موجودہ معاشی مسائل کا حل تلاش کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک اسلامی تعلیمات حتمی، مکمل اور ہر دور کے لیے کافی ہیں، جن میں کسی بنیادی تبدیلی کی گنجائش نہیں۔ دوسری قسم تجدد پسند علماء ماڈرن اقتصادی نظریات اور معاشی تقاضوں کو پیش کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک علماء کو جدید دور کو مد نظر رکھ کر اسلامی معاشی نظام میں بہت سے تبدیلیاں کرنا ہوں گی۔ ورنہ کوئی بھی ذہن پرانا اور فرسودا نظام قبول نہیں کرے گا۔ وہ روایتی فقہ سے استفادہ ضروری نہیں سمجھتے اور نئے حالات میں بعض تعبیرات میں لچک کو بھی جائز سمجھتے ہیں۔ اس موضوع کے مطالعے کا مقصد ان دونوں مکاتب فکر کے درمیان فکری، اصولی، اور عملی اختلافات کا تجزیہ کرنا ہے، تاکہ اسلامی معیشت کے ارتقائی سفر اور اس کی عصر حاضر میں مؤثریت کو بہتر طور پر سمجھا جاسکے۔

موضوع کی ضرورت واہمیت

اسلامی دنیا آج جن بڑے فکری و عملی چیلنجز سے دوچار ہے، ان میں معاشی مسائل سر فہرست ہیں۔ بڑھتی ہوئی غربت، سودی نظام کی جکڑ، وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم اور عالمی سرمایہ دارانہ اثرات نے اسلامی معاشرتی ڈھانچے کو متزلزل کر دیا ہے۔ اسلامی مفکرین اور علماء روایت پسند علماء اور تجدد پسند

[2]۔ جسٹس ذکاءاللہ لودھی، فکری ارتقاءاور اسلام (کراچی: احسان پبلیکیشنز، ۱۹۹۰ء)، ص: ۲۳۱

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

علماء کی فکر میں منقسم نظر آتے ہیں۔ جو فقہی اصولوں کو حرفِ آخر سمجھ کر اسی دائرے میں رہتے ہوئے حل تلاش کرتے ہیں، جب کہ تجدد پسند علماء اس کے مقابلے میں وہ کوشش کرتے ہیں جو زمانی تقاضوں کے نام پر خود دین کو بدل ڈالنے کے لیے کی جاتی ہے۔ زندگی اور زمانے کے درمیان ربط اس طریقے پر بھی قائم ہو جاتا ہے، لیکن یہ ربط اسلام کی سرزمین پر نہیں بلکہ لادینیت کی گود میں پروان چڑھتا ہے۔ اس طرح تجدد کے طریقہ کار کو اگر مسلمان ہر زمانے میں اختیار کرتے چلے جائیں تو اسلام نام کی کوئی چیز اپنی جگہ پر اصل حالت میں باقی نہیں رہ سکتی، بلکہ اسلام سرے سے کسی متعین مذہب و مسلک اور دستور و نظام کا نام ہی نہیں رہتا۔ اس تقابلی مطالعے کی ضرورت اور اہمیت اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس کی مدد سے مختلف معاشی نظریات میں اسلامی اصولوں کی جگہ اور مقام کو واضح کر کے فکری انتشار کو کم کرنا۔ اجتہاد اور فکری لچک کی حدود و قیود متعین کر کے ایک متوازن معاشی نظریہ تشکیل دینا۔ جدید اسلامی مالیاتی اداروں (اسلامی بینکنگ، تکافل، وقف، زکوٰۃ) کے لیے مضبوط نظریاتی بنیاد فراہم کرنا۔ اسلامی معیشت پر مزید تحقیقی کام کے لیے ایک بنیاد فراہم کرنا اور نوجوان محققین کو فکری تنوع سے آشنا کرنا۔ یہ مطالعہ دراصل اس فکری پل کا کام دے سکتا ہے جو روایت کی گہرائی اور تجدد کی وسعت کو یکجا کر کے اسلامی معیشت کے لیے ایک جامع، متحرک اور مؤثر نظام پیش کرے۔

موضوع کی وجہ انتخاب

زیرِ نظر موضوع کا انتخاب اس لئے کیا گیا ہے کہ موجودہ مسلم دنیا معاشی استحکام سے محروم ہے۔ سودی نظام، مہنگائی، بیروزگاری، اور معاشرتی ناانصافی جیسے مسائل نے مسلم اقوام کو بحران سے دوچار کر دیا ہے۔ ان حالات میں اسلامی معیشت کو قابلِ عمل متبادل کے طور پر پیش کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اسلامی علمی حلقوں میں روایت پسند اور تجدد پسند فکر کی تقسیم ایک نمایاں حقیقت ہے۔ یہ اختلاف صرف نظریاتی حد تک محدود نہیں بلکہ اس کا اثر پالیسی سازی، اسلامی بینکاری، زکوٰۃ کے نظام، اور دیگر معاشی شعبہ جات میں بھی نظر آتا ہے۔ ان اختلافات کا علمی تجزیہ ناگزیر ہے۔ آج جبکہ دنیا سرمایہ دارانہ نظام کے اثرات سے بیزاری کا اظہار کر رہی ہے، اسلامی معیشت کو ایک متبادل نظام کے طور پر پیش کرنے کے لیے اس کے مختلف فکری رجحانات کا تقابل ضروری ہے، تاکہ ایک جامع اور عصری حل پیش کیا جا سکے۔ روایت اور تجدد کے درمیان معاشی فکر کے تناظر میں جو خلیج ہے، اس پر اردو زبان میں بالخصوص جامع اور تازہ تحقیق کم میسر ہیں۔ اس موضوع پر تحقیقی کام اس علمی خلا کو پر کرنے کی کوشش ہے۔ اس

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 24, 2025

موضوع پر کام اُن طلباء، اسکالرز اور پالیسی سازوں کے لیے رہنمائی فراہم کرے گا جو اسلامی معاشیات کے میدان میں علمی و عملی جدوجہد کر رہے ہیں۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

سابقہ تحقیقی کاموں کا جائزہ کرتے ہوئے یہ دیکھا گیا ہے کہ مجوزہ موضوع کے مختلف پہلوؤں پر کام کیا گیا ہے مگر ابھی تک اس موضوع پر ایسا کوئی تحقیقی کام محقق کی نظروں سے نہیں گزرا جس میں مقالہ نگار کے مذکورہ سوالات و اہداف کو پیش نظر رکھ کر تحقیقی کام کیا گیا ہو۔

۱۔"روایت پسند اور جدیدیت پسند مکاتب فکر کا تصور اجتہاد؛ایک تقابلی مطالعہ"، مصنف :ڈاکٹر حافظ محمد زبیر، اشاعت : ستمبر ۲۰۲۰

اس تحقیق میں اجتہاد کے تصور پر روایت پسند اور جدیدیت پسند مکاتب فکر کے مؤقف کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

۲۔" معاشی ترقی کا تصور؛ جدید اور اسلامی معاشی معیارات کا تقابلی مطالعہ"، مصنفین : محمد احمد بلال، ڈاکٹر احسان الرحمان غوری، حافظ سامعہ طاہر، جہان تحقیق جرنل، اشاعت ۲۰۲۱

اس تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ اسلامی معیشت میں زکوٰۃ، سود کی ممانعت اور اخلاقی اصولوں پر زور دیا جاتا ہے، جو کہ معاشی انصاف اور استحکام کی ضمانت دیتے ہیں۔

۳۔آصف وڑائچ، موجودہ اسلامی دنیا میں رائج اقتصادی نظام کا مختصر تقابلی جائزہ، کالمہ جرنل، اشاعت :مارچ ۲۰۲۵

اس مضمون میں بتایا گیا ہے کہ اسلامی معیشت میں زکوٰۃ، خمس اور دیگر اصولوں کے ذریعے معاشی انصاف کو فروغ دیا جاتا ہے، جبکہ سرمایہ داری اور اشتراکیت میں مختلف نوعیت کے مسائل درپیش ہیں۔

مقالے کا منہج و اسلوب

اس مقالے میں تحقیق کا منہج تحقیقی و تقابلی ہو گا۔ اس مقالہ میں مختلف کتب اور ان میں شائع ہونے والے مضامین کو مد نظر رکھا جائے گا۔ انٹرنیٹ پر موجود معلومات کو مد نظر رکھا جائے گا۔ مقالہ ہذا دو حصوں پر مشتمل ہے؛ پہلے حصے میں اختصار کے

OPEN ACCESS

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 24, 2025

ساتھ معاشیات کی تعریف، قرآن و حدیث سے معاشی نظام کو دیکھا جائے گا۔ بعد ازاں روایت پسند اور تجدد پسند علماء کے افکار کا تقابلی جائزہ لیا جائے گا۔

مقاصد تحقیق

اس مقالے میں راقم نے مندرجہ ذیل مقاصد متعین کئے ہیں:

۱۔ معاشی نظام کی تعریف اور معاشی نظام کی تقسیم کا مختصر جائزہ لیا جائے گا۔

۲۔ قرآن و حدیث النبی ﷺ کی روشنی میں اسلامی معیشت کا جائزہ لیا جائے گا۔

۳۔ روایت پسند علماء اور تجدد پسند علماء کی تعریف بیان کرتے ہوئے ان کے افکار کا تقابلی مطالعہ کیا جائے گا۔

معاشی نظام کی تعریف

اسلامی مفکرین کی تعریف

علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون معاشیات کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"معاش رزق کو ڈھونڈنے اور اس کی تلاش کرنے کی جدوجہد کا نام ہے"[3]۔

امام غزالی علیہ الرحمہ اقتصادیات کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"دنیا میں بغیر کھائے پیئے رہنا ناممکن ہے تو یہاں رہ کر کمانا لازمی ہے لہذا کمائی کے صحیح طریقوں کو جاننا ضروری ہے [4] "۔

[3]۔ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون (مصر: قاہرہ، ۲۰۰۴ء)، ج: ۱، ص: ۴۶۳

[4]۔امام محمد بن محمد غزالیؒ، کیمیائے سعادت، ترجمہ محمد سعیدالرحمن علوی (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ۱۹۸۰ء)، ص: ۲۰۰

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ معیشت کی تعریف میں لکھتے ہیں :

"ارتفاق ثانی کے باب میں افراد معاشرہ کے مابین اشیاء کا باہمی تبادلہ، ایک دوسرے سے معاشی تعاون اور ذرائع معیشت وآمدن کی حکمت سے بحث کرنا، علم معیشت ہے[5]"۔

کلاسیکل/قدیم تعریف

آدم سمتھ نے اپنی کتاب دولت اقوام میں لکھا ہے کہ [6]

"Economics is a science in which we study how wealth is created, how it is consumed, how it is distributed, and how it is exchanged."

سینئر کہتا ہے [7]:

"Economics is concerned with the nature of wealth, the production of wealth, and the distribution of wealth."

معاشی نظام کی تقسیم

دنیا کے معاشی نظاموں کو علماء نے تین قسموں میں تقسیم کیا ہے۔

ا۔ سرمایہ داری نظام

سرمایہ دارانہ معیشت کے تین بنیادی اصول ہیں جن پر معاشی زندگی کی تنظیم کرتا ہے۔اول ایک خاص طریقہ سے وہ اشیاء کی قیمتوں کا تعین کرتا ہے اس کے تحت طلب اور رسد کے توازن سے ہر شے کی قیمت معین ہوتی ہے۔دوسرا بنیادی اصول جس پر نظام سرمایہ داری مبنی ہے آزاد مسابقت کا اصول

5۔ شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغۃ، ترجمہ ابو محمد عبدالحق (کراچی: اصح المطابع، ۱۸۸۵ء)، ص: ۸۰

6. Adam Smith, The Wealth of Nations, London: W. Strahan and T. Cadell, 1776

7. Nassau William Senior, Lectures on the Political Economy, London: Longman, Brown, Green publisher, 1850, p: 6

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

ہے۔اس کی ورسے ہر فرد کوآزادی حاصل ہے کہ وہ معاشرہ کواشیاء مطلوبہ فراہم کر کے اس کا معاوضہ اور نفع حاصل کرے۔ تیسرا بنیادی اصول ذاتی ملکیت کا قانون ہے جس کی بناپر تمام افراد معاشرہ کو اس امر کی اجازت اور آزادی ہے کہ جتنی ملکیت چاہیں حاصل کریں اور اس سے جتنا چاہیں نفع اٹھائیں[8]۔

۲۔ اشتراکیت

اشتراکیت درحقیقت سرمایہ دارانہ نظام کے ردعمل کے طور پر وجود میں آئی۔اشتراکیت نے کہا کہ سرمایہ دارانہ نظام میں معیشت کے تمام بنیادی مسائل کو رسد و طلب کی اندھی بہری طاقتوں کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ جو ذاتی منافع کے محرک کے طور پر کام کرتی ہیں اور ان کا فلاح عامہ کے مسائل کا ادراک نہیں ہوتا۔ خاص طور سے آمدنی کی تقسیم میں یہ قوتیں غیر منصفانہ نتائج پیدا کرتی ہیں۔[9] اشتراکی نظام اجتماعی ملکیت اور منصوبہ بندی کے دو گنا اصولوں پر قائم ہے۔اجتماعی ملکیت سے مراد نہیں کہ اشتراکی نظام میں افراد کی ذاتی ملکیت کا کوئی حق نہیں ہوتا لیکن اس حق کو نہایت درجہ محدود اور تنگ کر دیا گیا ہے۔

۳۔ نظام اسلامی

اسلامی معاشی نظام ایک ایسا فلاحی واخلاقی نظام ہے جو قرآن وسنت کی بنیاد پر قائم ہے۔ یہ نظام صرف دولت کے جمع کرنے کا ذریعہ نہیں بلکہ عدل، مساوات، دیانتداری، اور فلاحِ انسانیت پر مبنی ہے۔ اسلامی معاشیات ایک ایسا مضمون ہے جس میں معاشیات کے اصولوں اور نظریات کا اسلامی نقطہ نظر سے مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اس میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ ایک اسلامی معاشرہ میں معیشت کس طرح چل سکتی ہے[10]۔

[8]۔ محمد مظہر الدین صدیقی، اسلام کا معاشی نظریہ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۵۵ء)، ص: ۱۰

[9]۔ مفتی محمد تقی عثمانی، اسلام اور جدید معیشت و تجارت (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، ۲۰۰۵ء)، ص: ۲۸

[10]۔ سید محمد امین الحق، اسلام کا معاشی نظام اور معاشی نظریات (لاہور: شعبہ تعلیم و مطبوعات محکمہ اوقاف، ۲۰۱۸ء)

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

قرآن وحدیث کی روشنی میں اسلامی معاشی نظام

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں انسان کی پوری حیات کے لئے اور ہر مرحلہ کے لئے واضح اصولی ہدایات موجود ہیں۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام میں متعین معاشی نظام موجود نہیں ہے وہ نہ تو معاشیات کے فن کو سمجھتے ہیں اور نہ ہی اسلامی احکامات سے واقف ہیں۔ اسلامی معیشت کی بنیاد اس عقیدے پر ہے کہ اصل مالک اللہ تعالیٰ ہے، انسان کو صرف نائب اور امانت دار بنایا گیا ہے۔ اسلامی معاشی نظام کی بنیاد اللہ کے قرآن پاک میں احکامات، رسول اللہ ﷺ کے ارشادات اور ان کی طرز زندگی اور صحابہ کرامؓ کے طریقہ کار پر مبنی ہے یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں فرمایا نبی کریم ﷺ نے جو ارشاد کیا، کرکے دکھایا اور صحابہ کرامؓ نے پیروی میں جو طریقہ کار اختیار کیا وہ بس سچ ہے اور ہر لحاظ سے انفرادی اور اجتماعی زندگی گزارنے کے لئے مشعل راہ ہے اور ان سے سر مو فرق نہیں کیا جاسکتا[11]۔ لہٰذا انسان کو دولت کے استعمال میں حدود کا پابند ہونا چاہیے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے[12]۔"

قرآن اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ رزق کا اصل منبع اللہ ہے، مگر انسانوں پر لازم ہے کہ وہ ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں، اور دولت کا ارتکاز چند ہاتھوں میں نہ ہو۔ سود اسلامی معاشی نظام کی جڑ کاٹ دیتا ہے، کیوں کہ یہ ظلم، نابرابری، اور استحصال کو جنم دیتا ہے۔

"اے ایمان والو! سود دوگنا چوگنا نہ کھاؤ، اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ[13]۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"جس بدن نے حرام مال سے پرورش پائی وہ جنت میں داخل نہ ہوگا[14]۔"

[11]۔ پروفیسر محمد نعیم صدیقی، اسلام کا اقتصادی نظام، ص: ۲۴

[12]۔ القرآن ۳: ۱۸۹

[13]۔ القرآن ۳: ۱۳۰

[14]۔ محمد الخطیب التبریزی، مشکوۃ المصابیح، کتاب الآداب (لبنان، بیروت: دار لفکر، ۲۰۰۳ء)، رقم: ۲۷۸۷

OPEN ACCESS

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 24, 2025

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سود کو قطعی طور پر حرام قرار دیا۔ سود کا نظام معاشی ناانصافی، استحصال اور طبقاتی فرق کو بڑھاتا ہے، اسی لیے اسلامی معاشی نظام میں اس کی کوئی جگہ نہیں۔ نبی کریم ﷺ کے خطبہ حجۃ الوداع میں یہ الفاظ ملتے ہیں:

"آج کے بعد تمام سود باطل ہو گئے ہیں اور سب سے پہلے میں اپنے چچا عباس کا سود باطل کرتا ہوں[15]۔"

اسلام مال کمانے سے نہیں روکتا بلکہ اسے جائز طریقے سے کمانا اور صحیح جگہ خرچ کرنا سکھاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اوپر والا ہاتھ (دینے والا) نیچے والے ہاتھ (لینے والے) سے بہتر ہے۔"[16]

تجدد پسند علماء اور روایت پسند علماء کے معاشی افکار

ا۔ تجدد پسند علماء

تجدد پسند علماء وہ ہوتا ہے جو نئے خیالات، طریقوں، اور رجحانات کو اپنانے اور پرانے طریقوں کو ترک کرنے کا حامی ہو۔ وہ روایتی طریقوں اور پرانے خیالات کو نظر انداز کرتا ہے اور تبدیلی کو اپناتے ہیں۔

روایت پسند علماء

"روایت پسند علما" کی اصطلاح عام طور پر ان علماء کے لیے استعمال ہوتی ہے جو دینی معاملات میں قرآن، احادیث سے رجوع کرتے ہیں۔ عقل، یا عرف پر کم یا بالکل بھی انحصار نہیں کرتے۔ ان کی فکر کا مرکز یہ ہوتا ہے کہ دین کی اصل بنیاد قرآن و سنت ہے، اور ہر مسئلے میں براہ راست نبی کریم ﷺ کی روایت کو حجت سمجھتے ہیں۔

[15]۔ امام مسلم بن الحجاج القُشَیری النیشاپوریؒ، صحیح مسلم، کتاب الحج (لاہور: ادارہ اسلامیہ، س:ن)، رقم: ۲۹۵۰

[16]۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ (لبنان، دار الکتب العلمیہ، س:ن)، رقم: ۱۴۲۹

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

تقابلی جائزہ

اس مقالہ میں تجدد پسند علماء میں علامہ احمد پرویز[17]اور جاوید احمد غامدی[18] اور روایت پسند علماء میں علامہ مفتی مدرار اللہ جاں مدرار نقشبندی[19]اور مفتی محمد تقی عثمانی[20]کے معاشی افکار کا جائزہ لیا جائے گا۔

علامہ غلام احمد پرویز(تجدد پسند)

ا۔دنیا میں صحیح قرآنی اور اسلامی حکومت وہی ہو گی جو کمیونزم[21]کو اپنے کلیات و جزئیات کے ساتھ نافذ کرے گی۔اسلامی نظام چند دنوں کے لئے قائم ہوا۔اس کے بعد ختم ہو گیا اگر یہ نظام صداقت پر مبنی تھا اور اس میں آگے بڑھنے کی صلاحیت تھی تو یہ ہمیشہ کے لئے کیوں قائم نہ رہا اور آج تک کہیں بھی قائم نہیں ہوا۔

۲۔قرآن کی رو سے زمین کی ذاتی ملکیت جائز نہیں؟

رزق کا بنیادی سر چشمہ زمین ہے جسے انسانوں کے لئے سامان زیست مہیا کرنے کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔اس لئے اس پر کسی کی ذاتی ملکیت کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے زمین کو خاص طور پر **ارض الله** (۱۱/۶۴) یعنی خدا کی زمین کہا ہے اور اس کی تصریح کر دی ہے کہ **خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعاً** (۲/۲۹) یعنی زمین پر کسی کی ملکیت نہیں ہو سکتی[22]۔

[17]۔علامہ غلام احمد پرویز ۱۹۰۳ء میں پیدا ہوئے۔۱۹۳۸ء میں دہلی سے ماہنامہ طلوع اسلام کا اجراء کیا۔۱۹۸۵ ءمیں فوت ہوئے۔

[18]۔ڈاکٹر جاوید احمد غامدی،۷ اپریل ۱۹۵۲ء کو پیدا ہوئے۔ایک اسلامک سکالر اور فلاسفر ہیں۔

[19]۔علامہ مفتی مدرار اللہ مدرار نقشبندیؒ ضلع مردان میں ۱۹۱۳ میں پیدا ہوئے۔آپؒ اپنے دور کے بڑے عظیم صوفی، محدث اور محقق تھے۔آپؒ کا وصال یکم فروری،۱۹۹۴ کو ہوا۔

[20]۔ مفتی محمد تقی عثمانی (پیدائش: 5 اکتوبر 1943ء) عالم اسلام کے مشہور عالم اور جید فقیہ ہیں۔1980ء سے 1982ء تک وفاقی شرعی عدالت اور 1982ء سے 2002ء تک عدالت عظمی پاکستان کے شریعت ایپلیٹ بینچ کے جج رہے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ آٹھ اسلامی بینکوں میں بحیثیت شرعی مشیر کام کر رہے ہیں۔

[21]۔کمیونزم سے مراد زمین اور تمام وسائل پیداوار کو بہ جب قومی اور سرکاری ملکیت میں لیا جائے۔غرض کہ کمیونزم زمین اور تمام وسائل پیداوار کی اجتماعی ملکیت کا نام ہے۔

[22]۔غلام احمد پرویز، کتاب التقدیر (لاہور: طلوع اسلام، ۱۹۹۴ء)،ط:۴، ص:۲۸۳

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

۳۔قرآن کی رو سے زمین کی انفرادی ملکیت

انفرادی مفاد سے مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص ذاتی سرمایہ لگا کر کوئی کاروبار کرے اور اس کاروبار کے منافع کا مالک سمجھا جائے اس سوال کے جواب کے لئے روپیہ کے متعلق قرآن کا نظریہ سامنے رکھیے۔ بات خود بخود صاف ہو جائے گی قرآن کی رو سے

الف۔ زمین کی انفرادی ملکیت جائز نہیں۔ اس لئے فاضلہ روپیہ سے زمین خریدی نہیں جاسکتی۔

ب۔ جب زمین خریدی نہیں جاسکتی تو ظاہر ہے جائیداد کی غرض سے مکانات بھی نہیں بنائے جاسکتے۔ قرآن کی رو سے معاشرہ پر لازم ہے کہ وہ تمام افراد کے لئے مکانات مہیا کرے۔ اس لحاظ سے بھی مکانات کرایہ پر دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ج۔ روپیہ کو جمع نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ قرآن کی رو سے چاندی اور سونے کا اکتناز منع ہے[23] ۔

۴۔زمین پر ذاتی ملکیت کا سوال

اولا: زمین سے جو چیز بر آمد ہو اس کو شخصی قبضے میں رکھنا جائز نہیں۔

ثانیا: ضرورت سے زیادہ دولت نہیں رکھی جاسکتی۔

ثالثاً: افراد کو جائیدادیں خریدنے اور روپیہ جمع کرنے کا حق نہیں۔

رابعاً: انفرادی تجارت ممنوع ہے۔

خامساً: دوکاندار اشیائے ضرورت کے نفع نقصان کا مالک نہ ہو گا بلکہ اس کو صرف محنت کا معاوضہ ملے گا[24]۔

۵۔رزق بغیر حساب کا پرویزی مفہوم

مذہب نے جس خدا کو کائنات سے ماوراء عرش پر بٹھار کھا ہے وہ واقعی کسی انسان کے رزق کی ضمانت نہیں دے سکتا[25]۔

[23]۔ غلام احمد پرویز، قرآنی فیصلے (لاہور: طلوع اسلام، س:ن)، ج:۳، ص:۱۲۱
[24]۔ غلام احمد پرویز، قرآنی فیصلے (لاہور: طلوع اسلام، س:ن)، ج:۳، ص:۵۵
[25]۔ غلام احمد پرویز، سلیم کے نام خط (لاہور: طلوع اسلام، س:ن)، ص:۳۲۸

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

"وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يُشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ" اس کے معنی یہ نہیں کہ اس کے لئے خدا کے ہاں بھی کوئی قاعدہ اور قانون مقرر نہیں۔ وہاں تو ہر بات کا فیصلہ قاعدے اور قانون کے مطابق ہوتا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر رزق کا حصول اور تقسیم قوانین خداوندی کے مطابق ہو تو اس کے رزق کی فراوانی اس قدر ہوتی ہے جو تمہارے ساز و گمان میں بھی نہ ہو۔ وہ تمہارے حساب کتاب، تمہاری توقعات سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔

۶۔ قرآن کی آیات وراثت کا انکار

(الف) "لہذا اسے (زمین) تمام ضرورت مندوں کے لئے یکساں طور پر کھلا رہنا چاہیئے۔ **"سَوَاءً لِلسَّائِلِينَ" (۴۱/۱۰)** یہ جو زمین کے مالک کہلاتے ہیں۔ ان کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ کسی زمانے کے غلط نظام میں کسی نے زمین کے رقبوں پر لکیریں کھینچ کر کہہ دیا کہ میری ملکیت ہے، اس کے بعد اس کی وہ ملکیت یا وراثت آگے منتقل ہوتی چلی آئی۔ اور یا اس نے اسے اور کے ہاتھ بیچ دیا۔ ظاہر ہے کہ جس چیز کی ملکیت ابتداء ہی باطل تھی وہ وراثت یا بیع و شراء سے کس طرح حق (جائز) قرار پائے گی۔ قرآنی نظام میں زمین کسی کی ملکیت میں نہیں رہتی[26]۔

(ب) قرآن کریم کے احکامات وراثت، قرضہ، لین دین، صدقہ خیرات وغیرہ سب عبوری دور سے متعلق ہیں اسلام میں ذاتی ملکیت نہیں[27]۔

علامہ مفتی مدرار اللہ جاں مدرار نقشبندی (روایت پسند)

۱۔ کمیونزم قرآن کے پیش کردہ معاشی نظام کے ضد ہے۔ جب کہ اسلام تمام انسانوں کے اموال اور جائیدادوں کی حفاظت اور ان میں ہر ناجائز تصرف کرنے کی مخالفت کرتا ہے۔ اور زمین کی انفرادی ملکیت کا قائل ہے۔ اسلام از روئے قرآن و سنت اس بات کو غلط قرار دیتا ہے کہ بغیر کسی اجتماعی ضرورت کے اور بغیر پورا معاوضہ دیئے ہوئے کسی کی ملکیت چھین لی جائے۔[28]

۲۔ جن دو آیتوں کا حوالہ دیا گیا ہے ان کا زمین کی ذاتی ملکیت کے عدم جواز سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔ پہلی آیت سورہ ہود کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

[26]۔ کتاب التقدیر، ص: ۲۸۴

[27]۔ غلام احمد پرویز، نظام ربوبیت (حیدرآباد: ادارہ علمیہ، س:ن)، ص: ۲۵

[28]۔ علامہ مفتی مدرار اللہ مدرار نقشبندی، پرویز اور قرآن المسمیٰ بہ احتساب پرویزیت (مردان: ادارہ اشاعت مدرار العلوم، ۲۰۱۵ء)، ص: ۴۶۵

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

"ويَا قَوْمِ هَذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُل فِي أَرْضِ اللَّهِ وَلَا تَمَسُّوْهَابسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيبٌ۔"

اے میری قوم یہ اونٹنی اللہ کی ہے۔اور تمہارے حق میں ایک نشان است چھوڑے رہو کہ اللہ کی زمین پر چرتی کھاتی پھرے۔اوراس کو برائی کے ساتھ ہاتھ نہ لگاؤ۔ورنہ تم کو قریبی عذاب آپڑے گا[29]۔

اس آیت میں حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کو صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ تم اللہ کی اونٹنی کو زمین پر کھلا چھوڑ دو۔کہ اللہ کی زمین میں گھاس چارہ کھاتی پھرے اور اپنی باری کے دن پانی پیتی رہے۔ ظاہر ہے کہ اس آیت کا زمین کی ذاتی ملکیت کے عدم جواز سے کوئی تعلق نہیں البتہ از روئے استنباط اس آیت سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ گھاس اور پانی پر کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہوسکتی اور سب لوگ اس سے فائدہ اٹھانے میں شریک ہیں۔ اس آیت میں "ارض اللہ" سے پرویز نے یہ مطلب لیا ہے کہ زمین خدا کی ہے جس پر کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہوسکتی۔لیکن یہ مطلب سراسر لغواور باطل ہے۔

پرویز نے اپنی عبارت میں دوسری آیت یہ پیش کی ہے:

"خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جميعا"

"زمین پر کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہوسکتی[30]"۔

حالاں کہ اس آیت کا واضح مطلب یہ ہے کہ زمین کے تمام ذرائع پیداوار سے استفادہ کرنا تمام انسانوں کا حق ہے اور کسی ایک طبقے کو یہ حق حاصل نہیں کہ دوسرے انسانوں کو محروم کر کے تمام ذرائع پیداوار پر زبردستی قبضہ کرے۔ہر انسان اپنی فطرت قوت وصلاحیت اور مفکر و عمل سے رزق حلال کا اکتساب کر کے حدود شریعت کے اندر اپنی شخصی اور ذاتی ملکیت میں اضافہ کر سکتا ہے اور مال و سرمایہ کا تفاوت فطرت وحکمت کے عین مطابق ہے[31]۔

۳۔زمین سے انسان کے دو اہم مقاصد وابستہ ہیں۔زراعت اور سکونت اگر زراعت نہ ہو تو انسان غذائی ضروریات کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔اسی طرح رہنے کے لئے مکان نہ ہو تو بھی انسان کے لئے زندگی وبال جان بن جاتی ہے۔ظاہر ہے کہ زمین میں ٹھکانے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے سکونت کا کام لیا جائے اور نفع اٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی غذائی ضرورتوں سے فائدہ اٹھایا جائے۔تو گویا جب سے انسان نے زمین پر قدم رکھا ہے۔زمین سے

[29]۔القرآن ۱۱: ۶۴
[30]۔القرآن ۲: ۲۹
[31]۔پرویز اور قرآن المسمیٰ بہ احتساب پرویزیت، ص: ۴۶۷

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

متعلق اس کو ان دونوں ضرورتوں کا سامنا کرنا پڑا، زراعت اور سکونت، اور انسان نے زمین کو ان دونوں ضرورتوں کے لئے استعمال کیا، یہاں سے زمین کی شخصی ملکیت کا آغاز ہوا۔ قرآن حکیم انسانوں کی ان دونوں ضرورتوں کو تسلیم کرتا ہے اور اسے یہ حق دیتا ہے کہ وہ ان دونوں ضرورتوں کے لئے زمین کو اپنے شخصی قبضہ اور تصرف میں لائے اور اس پر اپنا مالکانہ قبضہ جمائے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

"كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا الْمَرَ وَاتُوْا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ"

"اس کے پھلوں میں سے کھاؤ جب کہ وہ پھل لائے اور اس کی فصل کٹنے کے دن اس کا یعنی اللہ کا حق ادا کرو"[32]۔

ظاہر ہے کہ اگر زمین اجتماعی ملکیت ہو تو نہ عشر و زکوۃ دینے کا سوال پیدا ہوتا ہے نہ لینے کا۔ یہ حکم صرف اس بنیاد پر دیا جا سکتا تھا جب کہ کچھ لوگ زمین کے مالک ہوں اور وہ اس کی پیداوار میں سے اللہ کا حق نکالیں۔ اور کچھ دوسرے لوگ زمین کے مالک نہ ہوں اور ان کو پیداوار کا وہ حصہ دیا جائے جو اللہ کے لئے نکالا گیا ہو۔ قرآن کے اس حکم سے زمین کی شخصی اور انفرادی ملکیت کا دانش ثبوت فراہم ہو جاتا ہے۔ اس ضمن میں ایک دوسری آیت بھی ملاحظہ ہو

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا انْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الأَرْضِ "

"اے ایمان والو! خرچ کرو اپنی پاکیزہ کمائیوں سے اور ان چیزوں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالی ہیں"[33]۔

یہاں زمین کی پیداوار میں سے خرچ کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے اس سے مراد زکوۃ و صدقہ ہی ہے اس حکم کی بجا آوری وہی شخص کرے گا جو پیداوار کا مالک ہو گا اور انہی لوگوں پر خرچ کیا جائے گا جو صاحب مال و جائیداد نہیں ہیں۔ رہی دوسری ضرورت یعنی رہنے کے لئے مکان کی ضرورت تو اس کے متعلق فرمایا:

"يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ذَالِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيهَا أَحَداً فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّى يُؤْذَنَ لَكُمْ "

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک کہ پوچھ نہ لو۔ اور جب داخل ہو تو اس گھر والوں کو سلام کرو۔ اور اگر وہاں کسی کو نہ پاؤ تو اندر نہ جاؤ تا کہ وقتیکہ تم کو ایسا کرنے کی اجازت نہ دی گئی ہو[34]۔

[32]۔ القرآن ۶: ۱۴۱

[33]۔ القرآن ۲: ۲۶۷

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

ان آیت میں بیوت کا لفظ استعمال ہوا ہے جو بیت کی جمع ہے لغت میں بیت اسے کہتے ہیں جس میں رات گزاری جاسکے۔ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ قرآن سکونت کے لئے بھی زمین کے شخصی قبضہ ملکیت کی توثیق کرتا ہے۔اور ایک مالک کے اس حق کا استقرار کرتا ہے کہ کوئی دوسرا شخص اجازت کے بغیر اس کی حدود میں قدم نہ رکھے۔

حضرت اسمر بن مضرس سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

''من سبق الی ماء لم یسبقه الیه مسلم فهو له "

جو شخص کسی ایسے کنوئیں کو پائے جس پر پہلے سے کوئی مسلمان قابض نہ ہو۔تو وہ کنواں اسی کا ہے[35]۔

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ زمین کا ایک ایسا ٹکڑہ جو بیکار پڑا ہوا ہو اور وہ کسی کی ملکیت نہ ہو اور دوسرے شخص نے محنت کر کے اس کو آباد کیا اور قابل زراعت بنایا تو شارع علیہ السلام نے آباد کار کو حق دیا ہے کہ وہی اس کا مالک ہے۔اور دوزمین اس شخص کی ملکیت ہی میں رہے گی اور کسی فرد یا نظام کو یہ حق حاصل نہ ہو گا کہ آباد کار کی اس شخصی ملکیت پر غاصبانہ قبضہ جمائے۔یہی حکم اس غیر مملوک کنوئیں کا بھی ہے جس کو کوئی مسلمان اپنے قبضہ اور تصرف میں لے آیا۔

قرآن وحدیث کی ان تصریحات سے پرویز کی ان خرافات کا ردبخوبی ثابت ہو گیا جن میں وہ کہتا ہے کہ زمین اور مکان کی شخصی ملکیت جائز نہیں۔

۴۔پرویز کی یہ تصریحات قرآنی نصوص کے قطعی خلاف ہیں۔قرآن معاشرے کے ہر فرد کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت یہ حق دیتا ہے کہ کسب و عمل کے ذریعے انہوں نے جو کچھ حاصل کیا وہ ان کا حق ہے،چنانچہ فرمایا:

''الرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا الْكَتَسَبْنَ "

یعنی مردوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو وہ کمائیں اور عورتوں کا حصہ ہے اس میں سے جو وہ کمائیں[36]۔

---

[34]۔القرآن ۲۴: ۲۷۔۲۸

[35]۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعث الازدی، سنن ابی داود(لبنان، بیروت: دار الکتب العلمیہ، س:ن)، رقم:۳۰۷۱

[36]۔القرآن ۴: ۳۲

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

اس آیت سے معلوم ہوا کہ فرد اپنی کمائی کا آپ مالک ہے اور یہ کمائی خواہ نقد کی صورت میں ہو یا جنس کی صورت میں۔ کسی نظام کو اس پر غاصبانہ قبضہ کا حق حاصل نہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ فرد کی کمائی پر اسلام نے کچھ حدود و فرائض عائد کئے ہیں۔ نقد کی صورت میں بصورت نصاب نفلی صدقات کے علاوہ ڈھائی فیصد زکوۃ فرض ہے جو حاجت مندوں کا حق ہے۔ اور اناج کی صورت میں عشر فرض ہے۔ اور مویشیوں میں بھی زکوۃ فرض ہے۔ جب کہ انفرادی تجارت بھی قرآن سے ثابت ہے، چنانچہ فرمایا:

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طور پر نہ کھاؤ مگر یہ کہ کوئی تجارت باہمی رضامندی سے ہو[37]۔

اس آیت میں تمام انسانوں کے اموال اور جائیدادوں کی حفاظت اور اس میں ہر ناجائز تصرف کرنے کی مخالفت کا بیان ہے۔

۵۔اس عبارت میں **"رزق بغیر حساب"** والی آیت کی جو تاویل کی گئی ہے وہ من گھڑت ہونے کے علاوہ مضحکہ خیز بھی ہے۔ پرویز کہتا ہے کہ موجودہ آلات اور کھاد کے استعمال سے رزق میں جو فراوانی ہوتی ہے وہی **" رِزْقَ بِغَيرِ حِسَاب"** کا مصداق ہے جبکہ اس کے برعکس آیت کا مطلب یہ ہے کہ:

"اللہ جس کے لئے چاہتا ہے اس کو بے حساب رزق عطا کرتا ہے[38]**"**۔

جب سے دنیا آباد ہوئی ہے اور اس میں انسان بسنے لگے ہیں اور مشینی آلات کے ذریعے زرعی ترقی نہیں ہوئی تھی تو اس وقت بھی اللہ تعالی ہی بعض انسانوں کو رزق فراوانی سے نوازتا تھا۔ اور بعض کو نپی تلی روزی دیتا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو نہ صرف رزق میں فراوانی عطا فرمائی بلکہ ایک بے مثال سلطنت اور عظیم مملکت سے بھی نوازا تھا۔ جس میں دیگر ضروریات مملکت کے علاوہ فراوانی رزق کے بے شمار ذرائع و وسائل مہیا تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بے حساب رزق دینے کے لئے مشینی آلات کا پابند نہیں۔ یہ سب اس کی مشیت پر موقوف ہوتا ہے۔ قرآن حکیم کی ایک آیت میں **"رزق بغیر حساب"** کی حقیقت کو خوب اجاگر کیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

[37]۔القرآن ۴: ۲۹
[38]۔القرآن ۳: ۳۷

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 24, 2025

"جو اللہ سے ڈرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایسی جگہ سے رزق پہنچائے گا جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا" [39]۔

اس آیت میں لفظ تقوی آیا ہے جس کی برکتیں بیان فرمائی ہیں۔

(اول) یہ کہ تقوی اختیار کرنے والے کے لئے اللہ تعالی بچنے کا راستہ نکال دیتے ہیں لیکن کسی چیز سے بچنا، اس میں صحیح بات یہ ہے کہ دنیا کی مشکلات و مصائب کے لئے ہیں اور آخرت کی سب مشکلات و مصائب کے لئے بھی اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ اللہ تعالی متقی یعنی گناہوں سے بچنے والے آدمی کے لئے دنیا و آخرت کی ہر مشکل و مصیبت سے نجات کا راستہ نکال دیتے ہیں اور دوسری برکت یہ ہے کہ

(دوم) اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتے ہیں جہاں اس کو خیال و گمان بھی نہیں ہوتا۔

۶۔ ان عبارات سے معلوم ہوا کہ پرویز کو خرید و فروخت کے ذریعے یا کسی اور طریقے سے زمین کی ذاتی ملکیت سے تو انکار ہی ہے۔ خود قرآن کے بتائے ہوئے نظام وراثت کی تعلیم سے بھی اس کو صاف انکار ہے۔ اور کہتا ہے کہ وراثت کے ذریعے بھی زمین وارثوں کی ذاتی ملکیت میں منتقل نہیں ہو سکتی۔ وہ وراثت کو باطل قرار دیتا ہے۔ جب کہ قرآن میں وراثت کے بارے میں ایک پورا رکوع موجود ہے۔ چنانچہ سورۂ نساء میں پوری تفصیل کے ساتھ نظام وراثت و وصیت کا بیان کیا گیا ہے۔ جس میں متوفی کی متروکہ منقولہ و غیر منقولہ دولت و جائیداد اس کے بیٹوں، بیٹیوں، بیوی، ماں باپ، بھائی بہن اور بعض حالتوں میں اس کے کئی دوسرے وارثوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ آیات مواریث میں **مماترک** اور **مماترکتم** کے قسم کے الفاظ آئے ہیں۔ جس کا لغت عرب کی روتے ترکہ کا عموم مراد ہے یعنی متوفی جس قسم کی جائیداد بھی چھوڑے خواہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ۔ مثلاً روپیہ، چاندی اور سونا وغیرہ مال متاع یا زمین مکان وغیرہ۔ یہ سب جائیداد اس کے وارثوں میں قرآن کے بتائے ہوئے حصص کے مطابق تقسیم ہو گی۔ اس لئے قرآن نے مرنے والے کو وصیت کا حق بھی دیا ہے۔ وصیت کے ذریعے وہ اپنی متروکہ دولت کا ایک تہائی (۱/۳) حصہ غیر وارثوں کو بھی دے سکتا ہے

۷۔ اس کا جواب ان احادیث میں موجود ہے جو ہم نے متذکرہ بحث کے دوران پیش کی ہیں۔ اب اس ضمن میں دو حدیثیں اور بھی ملاحظہ ہوں۔

[39] ۔القرآن ۶۵: ۳

OPEN ACCESS

CC BY

حضرت سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"من احاط حائطاً على أرض فهى له"

جس نے کسی افتادہ غیر مملوکہ زمین پر احاطہ کھینچ لیا وہ اسی کی ہے[40]۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی ایسے قطعہ زمین پر جو کسی کی مملوکہ اور مقبوضہ نہ ہو اور کسی نے جا کر اس افتادہ زمین پر دیواریں کھینچ لیں اور اسے اپنے تصرف میں لایا تو اب یہ زمین اس کی ذاتی ملکیت سمجھی جائے گی۔ اور کسی فرد یا حکومت کو حق حاصل نہ ہو گا کہ اس پر کسی قسم کا تعرض کرے۔

حضرت عروہ بن زبیر تابعی کہتے ہیں کہ:

"اشهد ان رسول الله ﷺ قضى ان الأرض "أرض الله والعباد عباد الله ومن أحْيَا مَوَاتاً فهو احق بها جاء نا به با بهذا عن النبي الذين جاؤوا بالصلوات عنه"

میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ زمین اللہ کی ہے اور بندے بھی اللہ کے ہیں جو شخص کسی مردہ زمین کو زندہ کرے وہی اس زمین کا زیادہ حقدار ہے۔ یہ قانون ہم تک نبی علیہ السلام سے انہی بزرگوں کے ذریعے پہنچا جن کے ذریعے ہمیں پنج وقتہ نمازیں پہنچیں[41]

جاوید احمد غامدی (تجدد پسند)

ا۔ روایتی بینکوں سے مارٹگیجز لینا

روایتی بینکوں سے اثاثہ کی خریداری کے لیے کسی بھی قسم کا قرض لینا اسلام میں جائز ہے۔ فائنانس لیز اور مارٹگیج فائنانسنگ سب اسلام میں جائز ہیں۔ ان معاہدوں میں کوئی ناانصافی شامل نہیں ہے۔ اثاثوں کی ملکیت حاصل کرنے کو آسان بنانے کے لیے بینکوں کی جانب سے یہ ایک خیر خواہانہ عمل ہے۔ اگر چیزیں قسطوں پر فروخت ہو رہی ہوں تو جب تک یہ قسطیں پوری نہ ہو جائیں، بینک بیچی ہوئی چیز کی ملکیت میں شریک رہے، ملکیت کے حقوق پورے کرے اور اس پر کرایہ وصول کرے[42]۔

[40] ۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعث الازدی، سنن ابی داود، رقم: ۷۰۸۰

[41] ۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعث الازدی، سنن ابی داود، رقم: ۳۰۷۶

[42] ۔ جاوید احمد غامدی، مقامات (لاہور: المورد، ۲۰۱۴ء)

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

۲۔ سرمایہ کاری میں صرف نفع میں شرکت

یہ ضروری نہیں کہ سرمایہ کاری میں نفع ونقصان میں شریک ہوا جائے۔ بلکہ نقصان میں بھی سرمایہ دینے والے کو شریک سمجھنا اس کے ساتھ ناانصافی ہے کیونکہ وہ فیصلہ سازی میں شامل نہیں ہوتا چنانچہ نقصان کی ذمہ داری اس پر عائد نہیں ہوتی۔

۳۔ بغیر نقصان کا ذمہ اٹھائے تخمینہ پر مبنی منافع کا جواز

سرمایہ کاری میں نہ نقصان میں شامل ہونے کی ضرورت ہے نہ ہی اس بات کا حساب کرنے کی کوشش کرنے کی کہ منافع کتنا ہوا۔ بلکہ روپے کو بغیر نقصان اٹھانے کی ذمہ داری لیے اس شرط پر بھی دیا جاسکتا ہے کہ ہر ماہ وسال ایک متعین منافع لے لیا اور دے دیا جائے جس کا تخمینہ لگانا ہی کافی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ آپس کی رضامندی سے کوئی بھی شرط یا شق رکھی جاسکتی ہے معاہدات میں۔ اس لیے اگر اندازہ لگا کر ایک متعین منافع آپس میں رضامندی سے طے کر لیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

۴۔ سود لینا حرام ہے، سود دینا حرام نہیں ہے

سود پر قرض لینے والے کو سود مجبوری میں دینا پڑتا ہے۔ اس سے یہ ناجائز مطالبہ سود لینے والا کرتا ہے۔ چنانچہ سود دینے والا کوئی حرام کام نہیں کر رہا ہوتا۔ اگر تو یہ بھی حرام ہوتا تو اس کا ذکر قرآن میں آتا جہاں تفصیل سے سورہ بقرہ میں سود زیر بحث آیا ہے۔ احادیث کے بارے میں ان کا موقف یہ ہے کہ وہ قرآن ہی کی شرح ووضاحت کرتی ہیں اور ان کو قرآن کی روشنی میں سمجھا جائے گا۔ چنانچہ ان کے مفہوم اور مصداق کو متعین کرتے ہوئے قرآن کی کہی بات میں کوئی اضافہ یا قید نہیں ہو سکتی۔

اگرچہ لفظ موکل سود پر قرض لینے والے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے جو سود ادا کرتا ہے، لیکن اس کا معقول مصداق وہ سمجھتے ہیں کہ سود کھانے والے کے ایجنٹ اور کارندے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ قرض لینے والے کو رقم کی ضرورت ہوتی ہے وہ ناحق سود ادا کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ وہ ناانصافی کا شکار ہو جاتا ہے۔ سود کا مطالبہ اور شرط اس کی طرف سے مقرر نہیں کی گئی ہوتی اور نہ ہی اگر اس کے پاس اختیار ہوتا تو وہ اس پر راضی ہوتا۔ وہ مثال دیتے ہیں کہ اگر خریدار کو نقلی یا ناکارہ چیز ملے تو اس میں اس کا قصور نہیں ہے۔ بیچنے والے نے یقینی طور پر غلط کیا ہے اور اس کی منافع خوری کو ناجائز سمجھا جائے گا۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 24, 2025

لیکن، ایسی صورت میں خریدار بے قصور ہے۔

۵۔ سود پر قرض لینا تعاون علی الاثم (برائی میں تعاون) نہیں

سود پر قرض لینا بھی حرام ہوتا تو اس کا ذکر قرآن میں آتا جہاں تفصیل سے سورہ بقرہ میں سود زیر بحث آیا ہے۔ احادیث کے بارے میں ان کا موقف یہ ہے کہ وہ قرآن ہی کی شرح و وضاحت کرتی ہیں اور ان کو قرآن کی روشنی میں سمجھا جائے گا۔ چنانچہ ان کے مفہوم اور مصداق کو متعین کرتے ہوئے قرآن کی کہی بات میں کوئی اضافہ یا قید نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ وہ حدیث میں آئے لفظ موکل کا مصداق سود کھلانے والے یعنی ایجنٹ، کارندوں اور عملہ کو سمجھتے ہیں سود پر قرض لینے والے کو نہیں کیونکہ وہ ان کے نزدیک مجبور ہوتا ہے الا یہ کہ اگر حکومت نے سود کو ممنوع قرار دے دیا ہو۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی سود پر قرض لے تو اسے تعاون علی الاثم کا مرتکب ٹھہرایا جاسکتا ہے۔

۶۔ کریڈٹ کارڈ، ربو جاہلیت اور مالی جرمانے

روایتی بینک کے کریڈٹ کارڈ میں کوئی قباحت نہیں۔ اس میں بینک ایک چیز جو ہم خریدنا چاہتے ہیں، اس کی خود قیمت ادا کر دیتا ہے۔ پھر ہم سے ایک سے دو ماہ میں اس چیز کی قیمت ادا کرنے کو کہتا ہے۔ اس میں ہم ادا کر دیں تو کوئی سود ادا نہیں کرنا پڑتا۔ مگر نہ ادا کر سکیں تو بینک جرمانہ وصول کرتا ہے۔ مالی جرمانے عام ہیں جیسے ٹریفک کے چالان وغیرہ۔ لوگ بجلی، گیس اور ٹیلی فون کا بل وقت پر ادا نہیں کر پاتے تو جرمانے دیتے ہی ہیں۔ ادنی مماثلت سے مالی جرمانے پر سود کا اطلاق نہیں ہوتا، نہ کرنا چاہیے۔

۷۔ نیشنل سیونگ اسکیم میں متعین منافع سود نہیں

نیشنل سیونگ اسکیم میں حکومت جو پیسے لیتی ہے وہ اسے سرمایہ کاری میں لگاتی ہے اور اس پر جو منافع دیتی ہے وہ یک طرفہ اپنی مرضی سے رد احسان (اچھی صورت میں لوٹانا) کے طور پر دیتی ہے۔ چنانچہ اس پر سود کا اطلاق نہیں کرنا چاہیے۔ اگر بیوائیں، معذور اور بوڑھے افراد اس سے استفادہ کریں تو امید ہے اللہ کے ہاں ان کا اس بات پر مواخذہ نہیں ہو گا۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

۸۔افراط زر سے قرض کی واپسی کی رقم کو ایڈجسٹ کرنا

اگر قرض کے معاملے میں اصل رقم کو افراط زر اور کرنسی کی گرتی ویلیو کے پیش نظر افراط زر کی مجموعی شرح سے ایڈجسٹ کر لیا جائے تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔یعنی کسی نے ایک سال کے لیے دوسرے کو دس ہزار روپے دیے۔اب مہنگائی سال کے دوران میں اوسطا دس فیصد بڑھ گئی۔چنانچہ اب قرض دینے والا یہ مطالبہ کر سکتا ہے کہ اسے دس فیصد افراط زر ایڈجسٹ کر کے گیارہ ہزار واپس کیے جائیں۔یعنی رقم کی قوت خرید کو واپس کر دیا جائے جتنی وہ پہلے تھی۔وہ فرماتے ہیں کہ اس کی نظیر دور رسالت میں اگر نہیں ملتی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت افراط زر اتنا زیادہ نہیں ہوتا تھا۔عام طور پر اشیاء کا اشیاء سے ہی تبادلہ ہوتا تھا۔اس طرح کی شرط معاہدہ کرتے وقت لگائی جائے تو اس میں حرج نہیں اور اس سے اس بات کا بھی سد باب ہو سکتا ہے کہ افراط زر میں کون سی شرح کس طرح سے ناپ کر ایڈجسٹ کی جائے۔اس کا فارمولا یا بینچ مارک دونوں فریق آپس میں پہلے سے طے کر سکتے ہیں۔اگر دونوں فریق آپس میں رضامند ہو جاتے ہیں ایسی شرط اور فارمولے پر تو اس میں کوئی غیر یقینی صورت بھی نہیں رہتی اور ناں ہی یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ قرض لینے والے کے ساتھ زیادتی ہے کیونکہ اسے اس شرط کا پہلے سے علم ہوتا ہے۔

۹۔ فارورڈ،فیوچر،آپشن اور شارٹ سیل کا جواز

فیوچرز،فارورڈز،آپشنز اور شارٹ سیل میں کوئی مسئلہ نہیں۔اپنی کتاب میزان میں ان احادیث کا حوالہ دیتے ہیں جن میں آپ ﷺ نے غیر موجود شے اور قبضہ حاصل کرنے سے پہلے بیع کرنے کو منع فرمایا ہے۔مگر اس کا آج کے زمانے میں اطلاق یا رعایت کی جائے،اس کی وہ ضرورت نہیں سمجھتے اس وجہ سے کہ ان کے نزدیک موجودہ معاملات میں وہ ضرر و غرر کا باعث نہیں بنتے۔

مفتی محمد تقی عثمانی(روایت پسند)

۱۔روایتی (سودی) بینکاری اور اس کے تحت دیے جانے والے مارٹگیج (mortgage) سسٹم غیر شرعی اور حرام ہیں۔روایتی بینکنگ سسٹم سود (ربا) پر مبنی ہے، جو کہ قرآن و سنت کی روشنی میں قطعی طور پر حرام ہے۔مثال: گھر خریدنے کے لیے بینک جو قرض دیتا ہے،اس پر اضافی رقم (interest)لی جاتی ہے جو کہ سود ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

قرآن کریم کی سورہ البقرہ میں سود کی شدید مذمت کی گئی ہے اور اسے اللہ ورسول ﷺ سے جنگ کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ اسلامی مالیاتی اداروں جیسے میزان بینک، الحلال انویسٹمنٹ وغیرہ کو فروغ دیا ہے جو کہ اجارہ، مرابحہ اور مشارکہ جیسے شرعی اصولوں کے مطابق ہاؤس فنانسنگ فراہم کرتے ہیں۔

۲۔ سرمایہ کاری (Investment) میں صرف نفع (Profit) میں شرکت اور نقصان (Loss) کی ذمہ داری نہ لینا شرعی اصولوں کے خلاف ہے۔ شریعت میں نفع ہمیشہ اس کے مقابلے میں جائز ہوتا ہے جہاں نقصان کا امکان بھی ہو۔ اگر کوئی شخص کسی کاروبار میں اس شرط پر سرمایہ لگاتا ہے کہ اسے صرف نفع میں حصہ ملے گا اور نقصان کی صورت میں وہ ذمہ دار نہ ہوگا، تو یہ شرعاً ناجائز ہے۔ نفع کا حق اسی کو ہے جو نقصان کی ذمہ داری بھی قبول کرے۔ جائزہ طریقہ مضاربہ[43] اور مشارکہ[44] ہے۔ اگر کوئی کہے: "میں سرمایہ دوں گا، لیکن مجھے نفع ملے گا، اور اگر نقصان ہو تو وہ تمہارا ہوگا"، تو یہ باطل معاہدہ ہے اور اس پر عمل کرنا شرعاً حرام ہے۔

۳۔ بغیر نقصان کا ذمہ اٹھائے تخمینہ (assumed/fixed) پر مبنی منافع لینا شرعاً ناجائز اور غیر درست ہے، کیونکہ یہ اسلامی مالیاتی اصولوں کے خلاف ہے۔ شریعت میں کسی کاروبار یا مضاربہ میں سرمایہ کار کو منافع تخمینے (guaranteed profit) یا مقررہ رقم (fixed return) کی بنیاد پر دینا جائز نہیں، جب تک وہ نفع و نقصان دونوں میں شریک نہ ہو[45]۔

ناجائز صورت:

مثلاً: آپ ایک لاکھ روپے سرمایہ دیں، ہر مہینے آپ کو 10 ہزار روپے منافع ملے گا، نقصان ہو یا نفع۔

یہ شرعی طور پر ناجائز ہے، کیونکہ:

1. منافع گارنٹیڈ کر دیا گیا۔

43۔ ایک فریق سرمایہ دیتا ہے، دوسرا محنت کرتا ہے۔ نفع میں دونوں شریک ہوتے ہیں اور نقصان صرف سرمایہ دار کا ہوتا ہے۔ بشرطیکہ نقصان کسی کوتاہی کی وجہ سے نہ ہو۔

44۔ دونوں فریق سرمایہ لگاتے ہیں اور نفع و نقصان دونوں میں شریک ہوتے ہیں۔

45۔ مفتی تقی عثمانی، فتاویٰ دارالعلوم کراچی، ج:۴

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

2. سرمایہ دار کو نقصان کا کوئی خطرہ نہیں۔

3. شریعت کے اصول "الغنم بالغرم" (نفع اسی کو جو نقصان بھی برداشت کرے) کی خلاف ورزی ہے۔

جائز صورت:

اگر کوئی منافع حقیقی نفع کی بنیاد پر طے کیا جائے، جیسے:

مثال: آپ ایک لاکھ روپے مضاربہ میں لگائیں، نفع ہو گا تو آپ کو 40% ملے گا، اور نقصان ہو گا تو اصل سرمایہ میں کمی ہو سکتی ہے۔ تو یہ صورت شرعاً جائز ہے۔

۴۔ سود لینا بھی حرام ہے اور سود دینا بھی حرام ہے۔ یہ کہنا کہ "سود لینا حرام ہے لیکن دینا حرام نہیں"، غلط اور خلافِ شریعت ہے، اور اس کی کوئی شرعی بنیاد نہیں۔ سود کے لین دین کا ہر فریق، خواہ وہ سود لینے والا ہو یا دینے والا، سب گناہ کے مرتکب ہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، لکھنے والے اور گواہ سب پر لعنت فرمائی ہے[46]۔

۵۔ سود پر قرض لینا بھی ناجائز ہے، اور یہ عمل "تعاون علی الإثم والعدوان" (گناہ اور زیادتی پر مدد) میں شمار ہوتا ہے، صرف شدید مجبوری یا اضطرار (مثلاً جان بچانا، علاج یا قید سے چھٹکارا) کی صورت میں عارضی اجازت دی جاتی ہے۔ سود پر قرض لینا شرعاً حرام ہے، کیونکہ یہ خود گناہ میں مبتلا ہونا ہے، اور بعض صورتوں میں یہ سودی نظام کے ساتھ تعاون (تعاون علی الإثم) بھی بن جاتا ہے۔

۶۔ کریڈٹ کارڈ، رِبَا الجاہلیہ (سودِ جاہلیت)، اور مالی جرمانہ (Financial Penalty) کے مسائل پر تفصیلی گفتگو درج ذیل ہے۔

ا۔ کریڈٹ کارڈ (Credit Card)

کریڈٹ کارڈ کی بنیادی شکل سود پر مشتمل ہے، کیونکہ صارف اگر مقررہ مدت میں ادائیگی نہ کرے تو اس پر سود (interest) لگایا جاتا ہے۔ اس لیے کریڈٹ کارڈ کی وہ صورت جس میں ادائیگی میں تاخیر پر سود لاگو ہوتا ہو، شرعاً حرام ہے اور اس کا استعمال جائز نہیں، جب تک کہ کوئی مکمل احتیاط نہ برتے۔

[46]۔ مفتی تقی عثمانی، فتاویٰ دارالعلوم کراچی، جلد 5، باب الربا

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

استثنائی صورت:

اگر کوئی شخص وقت سے پہلے مکمل ادائیگی کا پابند ہو، اور یقین سے جانتا ہو کہ سود نہیں لگے گا، تو اس کا استعمال کراہت کے ساتھ جائز قرار دیا گیا ہے۔

۲۔ رِبَا الجاہلیہ (سودِ جاہلیت)

"ربا الجاہلیہ" وہ سود ہے جو قریش کے دورِ جاہلیت میں عام تھا۔ یا تو اصل رقم وقت پر ادا کرو، یا پھر وقت بڑھانے کی صورت میں رقم بڑھا کر ادا کرو۔

قرآن نے جس سود کو حرام قرار دیا ہے وہ یہی ربا الجاہلیہ ہے، جس میں قرض پر تاخیر کے بدلے میں زیادتی (اضافہ) لی جاتی ہے۔ یہی آج کے بینکاری نظام میں بھی رائج ہے۔

۳۔ مالی جرمانہ (Financial Penalty)

مالی جرمانہ مثلاً قرض کی تاخیر پر پیسے کا جرمانہ لگانا، شرعاً ناجائز ہے، کیونکہ یہ سود کی ایک شکل ہے، کیونکہ وقت کے بدلے میں پیسہ لیا جارہا ہے، جو ربا الجاہلیہ سے مشابہ ہے۔

متبادل طریقہ:

غیر مالی سزا (مثلاً سروس بند کرنا، بلیک لسٹ کرنا) جائز ہے۔

خیراتی شرط بعض صورتوں میں لگائی جاسکتی ہے: یعنی اگر تاخیر کرے تو اتنی رقم چیریٹی میں دی جائے، مگر یہ بینک یا ادارے کو نہیں دی جاسکتی۔

۷۔ نیشنل سیونگز اسکیم (National Savings Scheme) کے منافع کو سود (ربا) قرار دیتے ہیں، اور اس میں سرمایہ کاری کو ناجائز اور حرام کہتے ہیں[47]۔ نیشنل سیونگز اسکیم میں جو منافع دیا جاتا ہے، وہ درحقیقت سود ہے، کیونکہ یہ ایک قرض پر طے شدہ اضافہ ہے۔ نیشنل سیونگز، ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ، بہبود اسکیم، یا کوئی بھی ایسی اسکیم جس میں رقم جمع کرا کے مقررہ منافع حاصل کیا جائے، شرعی لحاظ سے سود ہے، اور اس میں شرکت جائز نہیں۔ اس کی شرعی وجوہات مندرجہ ذیل ہے:

47۔ مفتی تقی عثمانی، فتاویٰ عثمانی (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، ۲۰۱۶ء)، ج:۳، ص:۲۸۴

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

۱۔ حکومت آپ سے پیسہ لیتی ہے اور اس پر پہلے سے طے شدہ منافع دیتی ہے، جو کہ شریعت میں "ربا" ہے۔

۲۔ شریعت میں منافع صرف تجارت، شراکت یا مضاربہ پر جائز ہے، قرض پر منافع لینا سود ہے۔

۸۔ افراطِ زر[48] (Inflation) کے سبب قرض کی واپسی کی رقم کو ایڈجسٹ کرنے کے بارے میں نہایت احتیاط کے ساتھ اصولی اور فقہی موقف اختیار کیا ہے۔ ان کا مؤقف یہ ہے کہ: شریعت کے مطابق قرض (قرض حسن) ایک "مثلی چیز" ہے، اور قرض لینے والے پر اتنا ہی واپس کرنا لازم ہے جتنا اصل میں لیا گیا ہو۔ اضافی رقم کا مطالبہ عام طور پر سود (ربا) میں آتا ہے۔

اگر کسی ملک میں افراطِ زر کی وجہ سے کرنسی کی قدر بہت کم ہو جائے (severe inflation) تو اصل رقم کی واپسی میں بڑا فرق آسکتا ہے۔ اس مسئلے پر مفتی صاحب نے تفصیل سے بحث کی ہے اور بعض خاص حالات میں جزوی ایڈجسٹمنٹ کی مشروط اجازت دی ہے۔

مخصوص حالات میں "جزوی ایڈجسٹمنٹ" کی گنجائش:

مفتی صاحب نے دو اصول بیان کیے ہیں:

1. اگر قرض کی مدت طویل ہو (مثلاً کئی سال)،

2. اور افراط زر کی وجہ سے قرض کی قدر بالکل ختم ہو جائے (مثلاً 100 روپے کی قوتِ خرید 20 روپے رہ جائے)، تو ایسی صورت میں عدالت یا فریقین باہمی رضامندی سے اشاریہ (Indexation) کی بنیاد پر رقم کی قدر کو جزوی طور پر ایڈجسٹ کر سکتے ہیں۔ لیکن اس میں اعتدال ضروری ہے۔

عمومی ایڈجسٹمنٹ کی اجازت نہیں:

اگر افراطِ زر معمولی ہو، یا قرض کی مدت زیادہ طویل نہ ہو، تو ایڈجسٹمنٹ جائز نہیں۔

فریقین پہلے سے طے کر لیں کہ ادائیگی کس بنیاد پر ہو گی، تو بہتر ہے۔

[48]۔ مفتی تقی عثمانی، اسلام اور جدید معیشت و تجارت (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، ۲۰۰۵ء)، ص: ۱۱۰

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

۹۔ فارورڈ (Forward)، فیوچر (Futures)، آپشن (Options) اور شارٹ سیل (Short Selling) جیسے جدید مالیاتی معاہدات کی عمومی صورتوں کو غیر شرعی (حرام) قرار دیا ہے۔ ان تمام معاہدات (فیوچر، فارورڈ، آپشن، شارٹ سیل) میں شرعی اصولوں کی خلاف ورزیاں موجود ہیں۔ جیسے بیعِ مالیس عندک (جس چیز کے مالک نہیں، اس کی بیع)، غرر (غیر یقینی معاہدہ)، قمار (جوا)، سود (ربا)۔

خلاصہ

اسلام ایک دین ہے جس کے احکام ہر شعبہ زندگی سے متعلق ہیں جس میں معیشت بھی داخل ہے۔ لہذا قرآن و حدیث نے معروف معنی میں کوئی معاشی فلسفہ یا نظریہ پیش نہیں کیا جس کو موجودہ دور میں معاشی اصطلاحات میں تعمیر کیا گیا ہو۔ اسلامی مفکرین اور علماء دو نمایاں مکاتب فکر میں منقسم نظر آتے ہیں۔ ایک روایت پسند علماء جس میں مفتی مدار اللہ جان مدار نقشبندیؒ اور مفتی تقی عثمانی صاحب جو قدیم اسلامی (قرآن و سنت) اور فقہی متون کی روشنی میں موجودہ معاشی مسائل کا حل تلاش کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک اسلامی تعلیمات حتمی، مکمل اور ہر دور کے لیے کافی ہیں، جن میں کسی بنیادی تبدیلی کی گنجائش نہیں ان کے افکار اسلام کی صحیح عکاسی کرتے ہیں۔ جبکہ تجدد پسند علماء میں علامہ غلام پرویز اور جاوید احمد غامدی جو ماڈرن اقتصادی نظریات اور معاشی تقاضوں کو پیش کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک علماء کو جدید دور کو مدنظر رکھ کر اسلامی معاشی نظام میں بہت سے تبدیلیاں کرنا ہوں گی۔ ورنہ کوئی بھی ذہن پرانا اور فرسودہ نظام قبول نہیں کرے گا۔ ان کے افکار قرآن اور سنت کے منافی ہیں اور قابل قبول نہیں ہیں۔ یہ مسائل کو اپنے ذہن کے مطابق حل کرنے کے لیے اپنی تاویلات پیش کرتے ہیں۔

سفارشات

۱۔ روایت پسند اور تجدد پسند علماء کے درمیان علمی تبادلۂ خیال، ورکشاپس، اور سیمینارز کا انعقاد کیا جائے تاکہ طلبہ کو دونوں نقطہ ہائے نظر کے مابین فرق پتا چل سکے۔

۲۔ جامعات میں اسلامی معاشیات پڑھانے کے لیے ایسا نصاب تیار کیا جائے جو روایت، جدت اور تجدد پسند علماء کے افکار کا یکساں مطالعہ کریں اور ان فکروں سے جدید مسائل پر علمی بصیرت حاصل کر سکیں۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research
Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 24, 2025

۳۔ تجدد پسند علماء کے اجتہادات کو روایت پسند فقہا کی شرعی نگرانی کے ساتھ ہم آہنگ کیا جائے تاکہ عملی نظام شریعت سے دور نہ ہو۔

۴۔ یہ تحقیق فکری تقابل تک محدود رہی، جبکہ مختلف ممالک میں اسلامی معاشی ماڈلز کا عملی تجزیہ (case studies) مزید تحقیق کا تقاضا کرتا ہے۔

مصادر و مراجع

۱۔القرآن

۲۔ڈاکٹر جاوید احمد غامدی، مقامات (لاہور: المورد، ۲۰۱۴ء)

۳۔ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون (کراچی: نفیس اکیڈمی، ۲۰۱۴ء)، ج:۱

۴۔ جسٹس ذکاءاللہ لودھی، فکری ارتقاءاور اسلام (کراچی: احسان پبلیکیشنز، ۱۹۹۰ء)

۵۔ابوداؤد سلیمان بن اشعث الازدی، سنن ابی داود (لبنان، بیروت: دار الکتب العلمیہ، س:ن)

۶۔ شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغۃ، ترجمہ ابو محمد عبدالحق (کراچی: اصح المطابع، ۱۸۸۵ء)

۷۔ غلام احمد پرویز، کتاب التقدیر (لاہور: طلوع اسلام، ۱۹۹۴ء)، ط:۴

۸۔ غلام احمد پرویز، سلیم کے نام خط (لاہور: طلوع اسلام، س:ن)

۹۔ غلام احمد پرویز، قرآنی فیصلے (لاہور: طلوع اسلام، س:ن)، ج:۳

۱۰۔ غلام احمد پرویز، نظام ربوبیت (حیدر آباد: ادارہ علمیہ، س:ن)

۱۱۔امام محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ (لبنان، دار الکتب العلمیہ، س:ن)

۱۲۔امام محمد بن محمد غزالیؒ، کیمیائے سعادت، ترجمہ محمد سعید الرحمن علوی (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ۱۹۸۰ء)

۱۳۔سید محمد امین الحق، اسلام کا معاشی نظام اور معاشی نظریات (لاہور: شعبہ تعلیم و مطبوعات محکمہ اوقاف، ۲۰۱۸ء)

۱۴۔ مفتی محمد تقی عثمانی، اسلام اور جدید معیشت و تجارت (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، ۲۰۰۵ء)

۱۵۔ مفتی تقی عثمانی، فتاویٰ دار العلوم کراچی، ج:۴

۱۶۔ مفتی تقی عثمانی، فتاویٰ عثمانی (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، ۲۰۱۶ء)، ج:۳

۱۷۔ محمد الخطیب التبریزی، مشکوۃ المصابیح، کتاب الآداب (لبنان، بیروت: دار لفکر، ۲۰۰۳ء)

۱۸۔ محمد مظہر الدین صدیقی، اسلام کا معاشی نظریہ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۵۵ء)

۱۹۔پروفیسر محمد نعیم صدیقی، اسلام کا اقتصادی نظام (لاہور: مکتبہ دانیال، س:ن)

۲۰۔علامہ مفتی مدرار اللہ مدرار نقشبندی، پرویز اور قرآن المسمیٰ بہ احتساب پرویزیت (مردان: ادارہ اشاعت مدرار العلوم، ۲۰۱۵ء)

۲۱۔امام مسلم بن الحجاج القُشَیری النیشاپوریؒ، صحیح مسلم، کتاب الحج (لاہور: ادارہ اسلامیہ، س:ن)

22.Adam Smith, The Wealth of Nations, London: W. Strahan and T. Cadell, 1776

23.Nassau William Senior, Lectures on the Political Economy, London: Longman, Brown, Green publisher, 1850

CC BY